تمل ناڈو میں اردو نثر۔آزادی کے بعد۔ایک جائزہ

کلیدی الفاظ: اردو#ادب#جنوبی ہند#تمل ناڈو#ترقی# ترویج#
تخلیقات#نثر نگار

ڈاکٹر کے۔ایچ۔کلیم اللہ
صدر، شعبہ اردو، مظہر العلوم کالج آمبور، تمل ناڈو

تلخیص: اردو نثر کی ترقی میں شمالی ہند کے دوش بدوش جنوبی ہند حصہ لیا ہے۔اردو کی پہلی نثری تخلیقات بہ نسبت شمالی ہند کے جنوبی ہند میں وجود میں آئیں۔اردو کی پہلی نثری کتاب ''معراج العاشقین''، بہمنی دورِ حکومت میں لکھی گئی۔اردو کی پہلی نثری ادبی کتاب ''سب رس'' ملا وجہی نے قطب شاہی دور میں لکھی۔جنوبی ہند کے ادباء و شعراء نے اردو کی ترقی و ترویج میں بڑھ چڑھ حصہ لیا۔اردو ادب کی ترقی میں جنوبی ہند کے ادبی سرمایہ کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔جب کہ شمال میں فارسی زبان کا بول بالا تھا تو اردو جنوبی ہند میں ترقی کر رہی تھی۔یہاں کی حکومتوں نے اس زبان کی سرپرستی کی۔خود بادشاہ شاعر گذرے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ محمد قلی قطب شاہ اردو کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر ہے۔اس مقالہ سے تمل ناڈو میں اردو نثر نگاری۔آزادی کے بعد سے آگہی ہوگی اور یہاں کی تخلیقات اور نثر نگاروں کا تعارف ہوگا۔

ہندوستان کی جو ریاست آج تمل ناڈو کے نام سے موسوم ہے۔اس علاقے میں اردو زبان و ادب کا ارتقا اپنی الگ جداگانہ شان اور تاریخ رکھتا ہے۔اس کا رقبہ کافی وسیع تھا اور صوبہ مدارس کے نام سے اس کے حدود میں وہ علاقے بھی شامل تھے جو اَب اس علاحدہ ہوگئے۔دورِ ایّام نے اس جغرافیائی حدود کی تخفیف کردی اور اب جو کچھ بھی تمل ناڈو میں شامل ہے وہی اردو ادب کی تاریخ پڑھنے اور لکھنے والوں سے توجہ چاہتا ہے۔بہت سی ایسی تاریخوں اور تذکروں کے نام ہیں جن

میں تمل ناڈو کے شاعروں کے حالات پائے جاتے ہیں لیکن یہ سارے ماخذ اس علاقے کی شعری تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔شمال کے اکثر اکابروں نے اپنی عدیم الفرضی یااس سلسلے میں معلومات کی کمی کی وجہ سے تمل ناڈو کی اوّل تاریخ کی طرف اپنی توجہ مبذول نہیں کی۔آزادی سے پہلے تمل ناڈو میں اردوشعروادب اورصحافت کا معیار ملک کے کسی بھی صوبہ سے کم نہیں تھا۔شعراء نے اپنے کلام سے شعری فضا قائم کی۔نثر نگاروں میں کئی قلم متحرک تھے۔اخباروں کی شعلہ بیانیاں،سیاسی حالات میں آگ لگارہی تھیں۔آزادی کے بعد نسل نے جب آنکھ کھولی تو ان کے سامنے ایک تابناک ادبی فضا موجود تھی جو ماضی کی روشن راہوں سے گذر کر ان تک پہنچی تھی اور مستقبل کی نئی تحریکات اور نئے حالات کواپنے دامن میں لینے کے لیے بے تاب تھی۔اس دور میں جو علمی،ادبی تنقیدی،تحقیقی اور تالیفی کام ہوا ہے وہ تمل ناڈو کے اردوادب کا بہت تابندہ اور درخشاں دور ثابت ہوا ہے۔

تمل ناڈو میں اردوادب کی تاریخ پراور خاص طور پرآزادی کے بعد کے ادب پر اب تک ایسی کوئی مکمل اور جامع کتاب منظرِ عام نہیں آئی جسے اس نوع کی کوششوں میں حرفِ آخر کہہ سکیں۔''تمل ناڈو میں اردو'' کے نام سے علیم صبا نویدی کی کتاب قابلِ ستائش مگر یہ کتاب تذکرہ کی نوعیت کا حامل ہے۔''تمل ناڈو کے مشاہیرِ ادب'' کے نام سے ان کی دوسری ضخیم کتاب بھی منظر عام پر آئی مگر یہ بھی مضامین کا ایک مجموعہ ہے۔لہٰذا اس علاقے کے ادبی تاریخ ہر طرح کی مثبت اور مذکورہ پیشیں کوششوں کے باوجوداورتوجہ چاہتی ہے۔چنانچہ مقالہ نگار کی یہی کوشش ہوگی کہ گذشتہ پچاس ساٹھ برسوں میں تمل ناڈو میں اردو زبان وادب کی ترقی کا محاسبہ حتی الامکان پوری سنجیدگی،غیر جانب داری اور تحقیقی ذمہ داری کوملحوظ رکھ کر کیا جائے اوراس کا مقصد یہی ہے کہ آزادی کے پچاس ساٹھ سالہ شعروادب کا مبسوط اورمتوازن جائزہ سامنے آئے۔

اردونثر کے فروغ میں تمل ناڈو کا جوحصہ رہا ہے وہ اہلِ نظر سے مخفی نہیں۔

تمل ناڈو کی سرزمین ایسے بزرگوں اور باکمالوں کا آماجگاہ بن گیا کہ یہاں کا نثری ادب شمال کے مشاہیرِ ادب کے تصانیف سے آنکھیں ملانے لگا۔ کیوں کہ تمل ناڈو کے علمی و ادبی فضا نے بہت سے شاعروں اور ادیبوں کو شمالی ہند سے یہاں آکر آباد ہونے پر آمادہ کیا اور انھوں نے اسی سرزمین کو اپنا مستقر بنالیا۔ لکھنو کے فرنگی محل سے مولانا عبدالعلی بحرالعلوم، گوپا مو سے نواب تجمل حسین ایمان، بھوپال سے مولانا محوی صدیقی اور کرنول اور حیدرآباد سے ڈاکٹر عبدالحق اور مولانا عبدالوہاب بخاری جیسے قابلِ قدر شاعر و ادیب تمل ناڈو آئے اور اپنی جلیل القدر خدمات سے اس سرزمین کی عظمت میں چار چاند لگاتے رہے۔ ان میں بحرالعلوم فرنگی محل، نواب تجمل حسین ایمان، گوپا موی اور ڈاکٹر عبدالحق اس سرزمین کی خاک سے پیوست ہو گئے۔

اردو نثر کی ترقی و ترویج میں تمل ناڈو کی سرزمین تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ آزادی کے پچھلے پچاس ساٹھ برسوں میں تمل ناڈو میں اردو شعر و ادب کی تخلیق، تحقیق و تنقید کا جو کام ہوا ہے، اہمیت کے لحاظ سے ایک خاص مقام رکھتا ہے مگر اب تک یہ باب تشنہ توجہ رہا ہے۔ ادبی تاریخ کے کچھ نہ کچھ گوشے ہر تصنیف و تالیف کی روشنی سے محروم رہ جاتے ہیں ہر جگہ تحقیق کی کمی، صحیح ماخذ تک عدمِ رسائی اور مخلصانہ کوششوں کے باوجود مواد کی عدم دستیابی سے نقائص کم و بیش پائے جاتے ہیں، اس پر گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور تفصیل سے روشنی ڈالنے کی ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ یہی وہ احساس تھا جس نے مقالہ نگار کو اس موضوع کی جانب متوجہ کیا۔

یہ مقالہ حالیہ دور سے متعلق ہونے کی وجہ سے بہت سے فن کار جو اس مقالہ کا حصّہ ہیں، بقیدِ حیات ہیں۔ ان کے حالاتِ زندگی اور ان کی شعری و نثری تخلیقات سے تعلق جانکاری حاصل کرنے کے لیے خود حضرات سے انٹرویو لینے ہوں گے، ان میں سے جو حضرات اس وقت موجود نہیں ہیں، ان کی اعزا و اقرباء اور دوست و احباب کی ملاقات سے ان کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اردو کی ترویج و اشاعت میں جن انجمنوں اور اداروں نے اہم رول ادا کیا ہے

ان کا معائنہ کرنے وہاں محفوظ بہت سے مخطوطات اور قدیم مسودات سے متعلق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

آزادی کے بعد تمل ناڈو میں جو نثری ادب پروان چڑھا ہے اس میں یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے وہ خاص ادبیت پر منحصر ہے ورنہ آزادی سے پہلے جو کام ہوا ہے اس کا وافر حصّہ مذہبیات اور دیگر علوم پر مشتمل تھا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر پی۔احمد باشاہ اپنی تصنیف ''آزادی کے بعد۔تمل ناڈو میں اردو نثر کا ارتقا'' میں یوں رقمطراز ہیں:

''تمل ناڈو میں نثری ادب کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم ہے جتنی شعری ادب کی، لیکن نثر میں جتنی بھی تحریریں ملتی ہیں بیسوی صدی تک بھی ان کا تعلق ادب سے کم مذہبیات سے زیادہ تھا۔ بیسویں صدی کا ا? غاز گویا ایک موڑ تھا جس میں نثری تحریروں کو مذہبیات سے نکال کر ادب کے راستے پر ڈالا گیا۔''(ص۔23)

سوائے ایک دو مستثنات کے جن میں باقر آگاہ ویلوری کے دیباچے شامل کئے جاسکتے ہیں۔ آزادی کے بعد اگلے دس سال تک بھی قریب قریب یہی صورتِ حال نظر آتی ہے۔ البتہ اس کے بعد اچانک ادبی فضا میں ایک خوشگوار تبدیلی نظر آتی ہے اور ادب کے سرچشمے سے تحقیقی اور تخلیقات کے سوتے پھوٹ پڑتے ہیں اور غیر متوقع طور پر تمل ناڈو کی ادبی فضا پر تخلیقی ادب غالب آنے لگتا ہے۔ آزادی کے بعد یہ دوسرا امتیاز ہے جو یہاں کے ادب کو حاصل ہے۔

آزادی کے بعد تمل ناڈو میں اردو ادب کی تاریخ میں ایک ایسا موڑ آ یہاں کی نثری تخلیقی ادب، تنقید اور تحقیق پوری آب و تاب کے ساتھ ابھرتی نظر آئی۔ اس ضمن میں یونی ورسٹی آف مدراس کی کاوشوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، جہاں کے قابل اساتذہ نے نہ صرف نثر کے موضوعات کو مقالوں کی زینت بخشی بلکہ علاقائی ادب کا بہت بڑا سرمایہ ایم۔فل اور پی۔ایچ۔ڈی کے مقالوں میں محفوظ کردیا۔ یہاں کا شعبہ ہمہ وقت تحقیق و تخلیق کے نام میں سرگرم عمل رہتا ہے۔ ان مقالوں سے

تمل ناڈو کی شعری ہو یا نثری تاریخ کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر نجم الہدیٰ، پروفیسر ڈاکٹر سید سجاد حسین اور پروفیسر ڈاکٹر قاضی حبیب احمد کی نگرانی میں بہت سے تحقیقی مقالے وجود میں آئے جو دستاویزی حیثیت کے حامل ہیں۔

تنقید کے میدان میں ڈاکٹر عبدالحق، مولانا یوسف کوکن، مولانا شاکر نائطی ،مولانا عظمت اللہ سرمدی، کاوش بدری، مولانا اسماعیل رفیعی نے کارہائے نمایاں انجام دیں۔

ناول اور افسانہ نگاری کے میدان میں ایس۔ایم۔ حیات، علی اکبرآمبوری، انور ربانی، کے۔آر۔حسینی، رشید مدراسی، عابد صفی، حسن فیاض، علیم صبانویدی، صلاح الدین برق، غیاث اقبال، یعقوب اسلم، انورکمال، شبیب احمد کاف، اکبر زاہد کے نام لئے جاسکتے ہیں۔ خواتین میں مہر طلعت آمبور، امیر النساء اور صبا مصطفیٰ قابلِ ذکر ہیں۔ جنھوں نے اردو ادب کو بہت اچھے افسانے دیئے۔

مولانا یوسف کوکن نے ''نامعلوم انسان'' کے نام سے انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ ایس۔ایم۔حیات نے دوسری زبانوں کے افسانوں ادب کو اردو میں منتقل کیا۔ ڈاکٹر سجاد حسین نے ملیالم ادب کی تاریخ کو اردو کا جامہ پہنایا۔ڈاکٹر حیات افتخار نے تمل زبان و ادب کی تاریخ کو اردو کے قالب میں ڈھالا۔

تعلیمی اداروں میں اسلامیہ کالج ،وانمباڑی کی نثری تخلیقات کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں کی نثری تخلیقات کی وجہ سے عموماً تمل ناڈو کے نثری سرمایہ اور ع خصوصاً وانمباڑی، ویلور اور آرکاٹ کے ادبی ذخائر کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ سی۔عبدالحکیم کالج کے اردو شعبہ کی خدمات بھی قابلِ قدر رہے۔ آئے دن یہاں اردو مشاعروں اور سمیناروں کی وجہ سے ادبی سرمائے میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سمیناروں میں جو مقالات پیش کئے جاتے ہیں ان کی کتابی اشاعت سے اردو نثر کا عظیم سرمایہ محفوظ ہو گیا ہے۔ شعبہ اردو، مظہر العلوم کالج، آمبور بھی سمیناروں اور ادبی

تخلیقات سے اردو نثر کی ترقی میں حصہ لے رہا ہے۔

ان کے علاوہ مدراس کے رسائل و جرائد میں بھی اردو زبان و ادب پر نئے نئے موضوعات پر مشتمل نثری مقالات شائع ہوتے ہیں۔ اردو کی ترقی و ترویج میں مدارس نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

الغرض یہ ایک مختصر سا جائزہ ہے۔ یہاں پر تمام احباب کا تذکرہ ناممکن ہے، دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی ادارہ یا فرد کا تذکرہ نہ کیا گیا ہو تو معذرت خواہ ہوں۔

کتابیات:(Bibliography):

''تاریخ نثر اردو'' ۔ از پروفیسر سید صفی اللہ

تمل ناڈو میں اردو نثر کا ارتقاء- از ڈاکٹر احمد باشاہ

ٹمل ناڈو کے مشاہیر ادب - از علیم صبا نویدی

وشارم میں اردو -از حافظ باقوی

''تمل ناڈو میں اردو صحافت'' ۔از پروفیسر سید صفی اللہ

☆☆☆